وزیر مامون احمد بن یوسف

از

(ڈاکٹر خورشید احمد فارق ایم۔اے۔پی۔ایچ ڈی)

احمد عباسی خلیفہ مامون کا جس نے ۱۹۸ھ سے ۲۱۸ھ تک بغداد میں حکومت کی چوتھا وزیر تھا (مامون کے یکے بعد دیگرے چھ وزیر ہوئے۔ فخری) صولی نے اپنی بیش بہا تصنیف کتاب الاوراق میں اس کا ذکر کیا ہے تاریخ کی سب سے مشہور کتاب تاریخ الامم والملوک مصنفہ طبری (متوفی ۳۱۰ھ) میں احمد کا دو تین جگہ برائے نام ذکر آیا ہے جس سے اس کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مامون کا سکریٹری۔ ابوالفرج اصبہانی (متوفی ۳۵۶ھ) مصنف اغانی نے جو شعر و شاعری اور افراد کی نفسیات و ماحول پر مطبوعہ کتب میں سب سے مفصل کتاب ہے صولی سے احمد کا مواد لیا ہے اور زیادہ تر اس کے کلام کے نمونے پیش کئے ہیں، اس سے ہم کو نئے حقائق نہیں ملتے خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) کی مشہور تاریخ بغداد میں جو کچھ ہے صولی سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ مصنف عقدالفرید ۳/۸ نے صرف اس قدر لکھا ہے کہ مامون کے چار وزیر تھے اور ان میں سے ایک احمد تھا۔ عقدالفرید کا یہ تعین صحیح نہیں مامون کے وزیر چھ تھے خود عقد نے دوسری جگہ۔ ۳/۳۰۲ پر اس غلطی کی اصلاح کرلی ہے۔)

مرزبانی نے مُوشّح میں احمد کے کلام کے ایک دو نمونے پیش کئے ہیں جو صولی میں موجود ہیں جاحظ (متوفی ۲۵۵ھ) کی البیان والتبیین میں تین جگہ احمد کا نام آیا ہے جس سے بس اتنا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ شاعر اور ادیب تھا۔ فخری نے بھی کوئی نئی بات نہیں لکھی اس کی فصاحت و بلاغت اور تدبیر کے بارے میں عربی کے قدیم مصنفوں کی طرح توصیفی کلمات لکھے ہیں جو بے سیاق و سباق ہونے کی وجہ سے تلمیحات سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے، البتہ جہشیاری نے کتاب الوزراء والکتاب میں

اس کے خاندان اور مناصب سرکاری کے بارے میں متعدد قیمتی تصریحات کی ہیں جن سے اس کی سوانح کا ڈھانچہ بنانے میں مدد ملتی ہے۔ ارشاد الاریب کے مصنف یاقوت نے بھی کئی واقعات ایسے مہیّا کیے ہیں جو صولی میں نہیں ہیں اور جن سے احمد کی شخصیت پر روشنی پڑتی ہے۔ عصر المامون میں جو دور جدید کے ایک مصری مصنف کی کتاب ہے احمد کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ماخذ صولی ہے۔

احمد قبطی نسل سے تھا اور عرب دفاتر کے اکثر عہدے دار غیر عرب ہی ہوتے تھے ابتدائے اسلام سے دفتروں میں غیر عرب عناصر چھانے لگے تھے اس کا سبب یہ تھا کہ عربوں کو لکھنے پڑھنے سے ہمیشہ چڑ رہی تھی، اسلام کے بعد وہ فتوحات اور لشکر کشی میں لگ گئے، پھر کچھ عرصہ بعد باہمی پیکار اور عیاشی میں ایسے مشغول ہوئے کہ سب کچھ بھول گئے۔ بنو امیّہ کے دفاتر پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مالیات کا شعبہ سراسر موالی یعنی آزاد کردہ غلاموں اور غیر مسلموں (نصاریٰ، یہودی، زردشتی وغیرہ) کے ہاتھ میں تھا اور خط و کتابت کے شعبہ میں بھی اکثر موالی تھے ایمانداری، تدبر، اصابت رائے اور وفاداری میں بھی یہ لوگ علاوہ فنی قابلیت کے عربوں پر فائق ہوتے تھے۔ بنو عباس کے دفاتر میں تو عربوں کا تناسب برائے نام تھا۔ پہلے عباسی خلیفہ ابو العباس سفاح (از ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ) کا وزیر کوفہ کا ایک غیر عرب مالدار ابو سلمہ خلال تھا جس کو نہایت مخلصانہ تبلیغی و عسکری خدمات کے صلہ میں سفاح نے اپنا وزیر بنا لیا تھا اور پھر کچھ عرصہ بعد اس کی خیر اندیشیوں سے عاجز آکر قتل کرا دیا تھا۔ دوسرے خلیفہ منصور (۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ) کے وزیر ابو ایوب موریانی (مقتول ۱۵۴ھ طبری ممال) اور ربیع بن یونس ایرانی تھے، تیسرے خلیفہ مہدی (۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ) کا مشہور وزیر یعقوب بن داؤد بھی ایک معزز پارسی خاندان کا فرد تھا اسی طرح رشید کے تینوں وزیر یحییٰ، فضل اور جعفر پارسی فراد تھے اور مامون کے وزیر فضل بن سہل اور حسن بن سہل ایران کے معزز گھرانوں کے چشم و چراغ تھے غرضکہ عباسی دور میں جہاں تک مجھے معلوم ہے شاذ و نادر ہی اہم دفتری عہدے عربوں کے سپرد کئے جاتے تھے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ شاذ و نادر ہی غیر ایرانیوں کے ہاتھ میں جاتے تھے

احمد کا پردادا صبیح کوفہ کے دفتر (سکریٹریٹ) کے ایک عرب سکریٹری یا کلرک کا تبطی غلام تھا جو بعد میں آزاد ہوگیا تھا۔ یہ عرب عجلی خاندان سے تھا اس لیے صبیح کے لڑکے اور پوتے موالی عجل کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں آزاد ہونے کے بعد غلام کو مولی کہتے تھے اور گو کہ اصطلاحی وقانونی اعتبار سے وہ بالکل آزاد ہو جاتا لیکن رسماً وہ ہمیشہ کے لئے آزاد کرنے والے کا تابع اور جاں نثار بنا رہتا اور ضرورت کے وقت اس کی ہر پکار پر لبیک کہنے پر مجبور ہوتا احمد کا دادا قاسم بڑا ہونہار تھا اکثر اچھے گھرانوں کے افراد اور پڑھے لکھے معزز لوگ غلام بن کر عربوں کے قبضہ میں آجاتے تھے اس لئے وہ اپنے ذہنی رجحانات اور خاندانی روایات کو غلامی کے نئے ماحول میں برقرار رکھنے کی ہمیشہ جد وجہد کرتے۔ قاسم کچھ لکھ پڑھ کر اس عرب کاتب کے ساتھ کوفہ کے دفتر میں جانے لگا وہاں اس نے کلرکی، خطنویسی اور شاید حساب کتاب کی مشق کی اور بنو امیہ کے آخری زمانہ میں کوفہ کے دفتر میں سرکاری کلرک ہوگیا۔ اس نے بڑی ترقی کی کچھ ہی دن بعد وہ اموی خلیفہ ہشام[1] کا سکریٹری ہوگیا اور اپنی غیر معمولی قابلیت سے حکومت میں بڑا رسوخ حاصل کیا، حتیٰ کہ عرب شاعر اس کی فیاضی، تدبر اور سلامت روی کے ترانے گانے لگے۔ ایک عینی شاہد کا کہنا ہے کہ ہم کسی ضرورت سے ہشام[2] کے دربار میں حاضر ہوئے تو ہم نے قاسم کو محل میں ہشاش بشاش دیکھا اس نے ہماری سب ضرورتیں[3] پوری کر دیں، ہم نے اس سے زیادہ ہنس مکھ، شائستہ اور فراخ دست آدمی نہیں دیکھا۔ ابو النجم شاعر اس کے پاس آیا ہوا تھا[4] یہ یحییٰ برمکی کا گہرا دوست تھا۔ قاسم کی غزل اور نثر کے کئی نمونے صولی نے پیش کئے ہیں، اس کی غزل میں بڑی دلکش رقت ہے۔

احمد کا باپ یوسف نہایت عمدہ مضمون نویس، شاعر اور مقرر تھا اس نے اپنے باپ کے ساتھ سرکاری دفتروں میں ٹریننگ پائی تھی تاسیس بغداد یعنی ۱۴۵ھ[5] سے پہلے منصور کا دفتر کوفہ میں تھا اس نے یوسف کو متوسط درجہ کے سکریٹری کا عہدہ عطا کیا اور اس کی تنخواہ بقول صولی[6] دس درہم سے بڑھا کر پندرہ درہم (تقریباً ساڑھے سات روپیے) اور بقول یاقوت[7] بیس درہم

---

[1] ص ۱۲۰ تا ۱۲۵۔ معارف ص ۱۶۰ [2] اخبار الطوال ص ۳۳۷ سے ۳۴۰ [3] (صولی ص ۱۴۳) [4] (طبری ص ۱۴۴/۹) [5] ارشاد الاریب

یومیہ کردی۔ پھر مہدی (۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ) کے وزیر یعقوب بن داؤد نے اس کو اپنا سکریٹری مقرر کیا یعقوب ۱۶۶ھ تک وزیر رہا اس سال مہدی نے ناراض ہو کر اس کو معزول کیا اور قید میں ڈال دیا ۱۶۶ھ سے مہدی کے عہد کے خاتمہ تک فیض ایرانی وزیر رہا اس کے بعد ہادی کے تیرہ ماہ عہد حکومت میں دو وزیر ہوتے۔ ربیع بن یونس متوفی ۱۶۹ھ اور ذکوان نصرانی ہمیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس چار سال کے عرصہ میں یوسف کے عہدوں کی نوعیت کیا تھی گمان غالب یہ ہے کہ وہ یحییٰ کے ساتھ رہا ہوگا۔ مہدی نے اپنے لڑکے رشید کو بحیثیت ولی عہد ثانی انبار سے لے کر افریقہ تک کی حکومت دے دی تھی اور اس کا انتظام یحییٰ کے سپرد تھا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب کے بعد یوسف مستقل طور پر یحییٰ کے دفتر سے متعلق ہو گیا تھا۔

یعقوب کی سکریٹری شپ کے بعد یوسف سے ہماری ملاقات ایک بڑے نازک مرحلے پر ہوتی ہے یہ وہ رات ہے جس میں موسیٰ ہادی کا انتقال ہوا۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ خلافت کے میراث ہونے کا تصور حضرت علیؓ کے زمانہ سے چلا آرہا تھا اور اس غیر اسلامی تصور کی بدولت جو بے شمار فسادات ہوتے اور لاکھوں بے گناہ جانیں ضائع ہوئیں ان کی خونچکاں داستان سے تاریخ کے صفحات پُر ہیں۔ مہدی نے اپنا ولی عہد اول ہادی کو بنایا تھا چونکہ وہ بڑا تھا اور اس کے بعد ہارون الرشید کو لیکن بنو امیہ بلکہ خود بنو عباس کی سنت کے مطابق (جس کو مٹانے بنو عباس بزعم خود اٹھے تھے) ہادی خلافت کا مورث اپنے لڑکوں کو بنانا چاہتا تھا اور بنو ہاشم کے بہت سے شیوخ اور مقتدر فوجی افسر اپنے مفاد کی خاطر نقض عہد کے لئے تیار تھے۔ اسکیم یہ تھی کہ اس رات میں رشید اور اس کے سکریٹری یحییٰ بن خالد کو قتل کرا کے صبح ہادی کے لڑکے کو خلیفہ بنا دیا جائے رشید اور یحییٰ اس وقت نظربند تھے ایک فوجی افسر ہرثمہ بن اعین جس کو خلافت میں بڑا اثر حاصل تھا اس سازش کو تاڑ گیا اور راتوں رات اس نے رشید اور یحییٰ کو قید سے نکال کر رشید کو تخت خلافت پر بٹھا دیا بڑا نازک لمحہ تھا یحییٰ نے بڑی جرأت اور تیزی سے کام کیا اس وقت اس کی نظر میں سب سے

---

۱ طبری ۳/۴۹۰ ۲ اس کے باپ دادا نیشاپور کے نصرانی تھے۔ فخری ۱۳۸ ۳ معارف ۱۶۶ اخبار الطوال ۳۸۶

۴ طبری ۲/۳ ۵ فخری ۱۴۲، طبری ۳/۴

زیادہ معتمد اور لائق آدمی یوسف تھا جو اس کا دوست بھی تھا اس کی تحریک پر یوسف نے تمام صوبائی گورنروں اور حکام کو ہادی کی وفات اور رشید کی تاجپوشی کے بارے میں خطوط لکھے اور بقول صولی نہایت خوش اسلوبی سے وہ اس کام سے عہدہ برآ ہوا۔ صبح ہوتی تو حسب دستور فوجی افسروں کو اعلان خلافت سننے بلایا گیا قاعدہ سے تو خود رشید کو اپنی خلافت کی خوشخبری سنانا چاہئے تھی لیکن رشید کی کم عمری (اس وقت اس کی عمر ۲۱ سال کی تھی) اور کچھ پن کی بنا پر یحییٰ نے اس کو آگے بڑھانا مناسب نہ سمجھا اس لئے خطاب عام کے لئے بھی یوسف کو چنا گیا۔ یوسف نے تقریر کی جو صولی اور طبری دونوں نے نقل کی ہے اس میں حسب دستور پہلے اہل بیت کے استحقاق خلافت کا تذکرہ کیا پھر بنو امیہ پر لعنت ملامت کی جو ظالم تھے جنہوں نے خدا کا عہد توڑا تھا جنہوں نے حرام خون بہایا تھا جنہوں نے ناجائز طور پر پبلک کا روپیہ کھایا اڑایا تھا " اس کے بعد رشید کی قابلیت، اس کی فیاضی، (جو اس وقت بڑی اہمیت کی صفت تھی) اس کی رحم دلی کا چرچا کرکے اطمینان دلایا تھا کہ ان کی تنخواہیں، وظیفے اور انعامات (جو ہر تاجپوشی کے موقعہ پر ایک سال یا دو سال کی تنخواہوں کی شکل میں دینے کی رسم تھی) بحال رہیں گے آخر میں ان سے بیعت کی پرزور اپیل تھی۔ تقریر کا خاطر خواہ اثر ہوا، سب نے بیعت کرلی اور رشید کی خلافت مستحکم ہوگئی۔

رشید کے عہد میں (۱۷۰ھ تا ۱۸۷ھ) یوسف کی حیثیت نائب وزیر یا حکومت کے سکریٹری اول کی تھی یعنی وہ یحییٰ برمکی کا دست راست تھا یحییٰ کے بارے میں طبری نے لکھا ہے ۱۷۰ھ میں رشید نے (بعمر ۲۱ سال) وزارت یحییٰ کو سونپ دی اور اس سے کہا میں نے رعیت کا معاملہ تمہارے سپرد کردیا ہے اور خود آزاد ہوگیا ہوں تم اپنی صوابدید سے کام کرو جس کو چاہو عہدہ دو جس کو مناسب سمجھو معزول کردو اور حکومت اپنی رائے اور تدبیر سے چلاؤ" پھر رشید نے مہر خلافت بھی یحییٰ کو دے دی دوسری جگہ طبری کہتا ہے رشید نے یحییٰ کو سیاہ و سفید کا مالک بنادیا۔

۱؎ اپنے باپ اور چچا کے عہد میں رشید بعض علاقوں کا گورنر تھا لیکن حکومت کا سارا انتظام یحییٰ کے سپرد تھا اور رشید بس عیش کرتا ۲؎ صولی ۱۵۵ ۳؎ ۱۰/۵۰

(باقی آئندہ)